سوال

(341) مکرہ کی طلاق شرعا معتبر نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سائلہ سعدیہ رضی الدین نےاپنے استفتاء میں امام کی تقلید اور جبر کی طلاق ثلاثہ کا شرعی جواب طلب کیا تھا، لہذا تقلید شخصی کا حکم کے بعد اجبری (طلاق مکرہ) طلاق کاجواب پیش خدمت ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب سے قبل اکراہ کی شرطوں کی جان لینا مناسب ہےتاکہ مکروہ شخص کی شناخت ہوسکے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اکراہ کی تعریف اوراسکی شرطوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اَلاکراہ ھوالاِلزام الغیر بما لا یریدہ ۔ یعنی اکراہ کا مفہوم یہ ہے کہ غیر کواس چیزپر مجبور کردینا جس کو چاہتا نہ ہو۔ شروط الاکراہ اربعۃلأول : أن یکون فاعلۃ قادرا علی ایقاع ما یھدد بہ والمامور عاجزا عن قع ولو بالفرار (ابن ماجۃباب طلاق المکرہ والناسی ص 147 وحسنہ النووی)

الثانی : أن یغلب علی ظنہ أنہ إذا متنع اوقع بذالک

الثالث : أن یکون ماھدد بہ فوریا فلو قال إن لم تفعل کذا ضربتک غدا لایعد مکرھا ویستثنی ما اذا ذکر زمنا قریبا أو جرت العادۃ بأنہ لایخلف الرابع ۔ أن لایظھر من المامور ما یدل علی اختیارہ) (فتح الباری کتاب الاکراہ ج 12 ص 385.)

1: فاعل (دھمکانے والے) نے جس سزاکی دھمکی دی ہے : اس کے وقوع پر قادر ہواور مامور جس کو دھمکی دی گئی ہواس کے دفاع سے بالکل عاجزہو حتیٰ کہ وہ وہاں سے فرار بھی نہ ہوسکتا ہو۔

2 : مامور کا ظن غالب ہو کرجب اس نے فائل کا مطالبہ پورانہ کیا تو سزا مل کر رہے گی۔

3 : جس سزاکی دھمکی دی ہے ہواس کا وقوع فوری ہو۔ اگریوں کہا تو نے اس طرح ن کیا تو تجھے کل سزادون گا تو یہ شخص مکرہ تصورنہ ہوگا۔ مگر قریبی زمانہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یا فاعل کی عادت معلوم ہوکہ جواس نے کہا ہے اس خلاف نہیں کرے گا۔

4 : مامور سے کسی ایسی بات کا اظہار نہ ہو جو اس کے اختیار پر دلالت کر رہی ہو۔ جس تخص میں یہ چار شرطین موجود ہوں گی وہ شرعی مکرہ ہو گا ورنہ نہیں ۔

مکرہ (مجبور) انسان کی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع میں فقہاء کے ہاں اختلاف ہے ،جمہور سلغ وخلغ کے نزدیک مکرہ کی (جس کی گردن پر تیز دھار آلہ قتل یا گن پوائنٹ) کی طلاق واقع نہیں ہوتی جب کہ فقہائے احناف کے نزدیک مکرہ طلاق واقع ہو جاتی ہے ۔

جمہور علمائے سلف وخلف کے دلائل حسب ذیل ہیں :

مکرہ (مجبور) شخص صاحب ارادہ ہوتا ہے اور نہ صاحب اختیار جب کہ شرعی تکلیف (شرعی حکم کی بجا آوری) کا دارومدار ارادہ اور اختیار پر استوار نہ ہوں گے تو تکلیف (شرعی حکم کی بجا آوری) بھی مکلف پر لاگو نہیں ہوگی اور مکرہ (مجبور شدہ شخص) اپنے تمام تصرفات میں مسؤل نہ ہوگا کیونکہ وہ مسلوب الاختیار ، یعنی بے بس ہوتا ہے وہ صاحب ارادہ اور اپنی کاروائی میں مختار نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ جان بچانے کے لئے کلمہ کفر بول دینے یا کفر کا کام کر دینے والا شخص شرعا کافر متصور نہ ہوگا جبکہ اس کا دل ایمان پر قائم ہو ۔

قرآن مجید میں ہے :

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ... ١٠٦... النحل

''مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہو تو اس پر کچھ گناہ نہ ہوگا ۔،، تفسیر جلالین میں ہے :

إلا من إكره على التلفظ بالكفر فتلفظ وقلبه مطمئن بالايمان (ص : 226)

یعنی جس شخص کو کلمہ کفر بولنے پر مجبور کیا جائے اور وہ اپنی زبان سے کلمہ کفر کہہ دے ، حالانکہ اسکا دل ایمان پر قائم ہے تو وہ شرعا کافر نہ ہوگا ۔ اسی طرح اگر کوئی زور آور مسلمان کسی کمزور کافر کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے اور وہ کافر بادل نخواستہ زبان سے اسلام قبول کر لے اور کلمہ شہادتین پڑھ لے تو اس کا اسلام صحیح نہ ہوگا علی ہذا القیاس زبردستی کی طلاق بھی شرعا معتبر نہیں ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وضع عن أمتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیہ ". ''میری امت سے خطا نسیان اور اکراہ کی کارروائی اٹھالی گئی ہے ، یعنی ان تینوں حالتوں میں کسی قسم کی کارروائی شرعا معتبر نہ ہوگی اور اس پر کوئی فرد جرم عائد نہ ہوگی ، لہذا زبردستی کے ساتھ حاصل کی گئی طلاق شرعی طلاق نہ ہوگی ۔،،

السید محمد سابق مصری ارقام فرماتے ہیں : . وإلی ہذا ذہب مالک ، والشافعی ، وأحمد ، وداود من فقہاء الامصار ، وبہ قال عمر بن الخطاب ، وابنہ عبد اللہ ، وعلی بن أبی طالب ، وابن عباس . (فقہ السنۃ : ج2ص212.)

''امام مالک ، امام شافعی ، احمد ، امام دواؤد ظاہری رحمھم اللہ جمہور فقہاء امصار کا یہی قول ہے کہ جبر واکراہ پر مبنی طلاق واقع نہیں ہوتی ، حضرت عمر بن خطاب ، حضرت عبداللہ بن عمر ، حضرت علی بن ابی طالب حضرت عبداللہ بن عباس کا بھی یہی قول اور فتویٰ ہے ۔

رہے فقہائے احناف تو اگر چہ ان کے نزدیک مکرہ کی طلاق کی طلاق شرعا معتبر ہے ۔ مگر یہ صرف ان کی رائے محض ہے ان کے پاس اپنے اس قول کی کوئی دلیل موجود نہین ، جیسا کہ علماء محققین اور فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے

السید سابق مصری احناف کے اس بودے اور بے بنیاد فتویٰ اور مذہب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وقال ابو حنیفۃ واصحابہ طلاق المکرہ واقع ولا حجۃ لھم فیما ذھبوا الیہ فضلا عن مخالفتھم لجمھور الصحابۃ : (فقہ السنۃ : ج2ص312)

کہ اگرچہ امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کہتے ہیں کہ مکرہ کی طلاق پڑجاتی ہے ، مگران کے پاس اپنے اس قول کی

مذکورہ آیت قرآنی اوراحادیث کے مطابق اورجمہور سلف وخلف کے مذہب وفتاویٰ کے مطابق مکرہ (مجبور وبے بس) انسان کی طلاق شرعا معتبر نہیں اوریہی صحیح اورصواب ہے

۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص832

محدث فتویٰ